www.emarsiya.com

شباب

اے ربِّ ذوالجلال، قلم کو جمال دے
تحریر کو حسین بنا، خدّ و خال دے
نقطوں کو حسن اور کشش کو کمال دے
ایک ایک حرف نور کے سانچے میں ڈھال دے
تحریرِ حمد کو تری تائید چاہیئے
ہر دائرے کو مرکزِ توحید چاہیئے

www.emarsiya.com

اے بے مثال، رنگِ مثالی ملے مجھے
بحرِ سخن میں آب لآلی ملے مجھے
کوئی بیاں نہ لطف سے خالی ملے مجھے
سازِ رقم میں سوزِ بلالی ملے مجھے
حاجت لبوں کی ہو نہ ضرورت زبان کی
آواز ہو صریرِ قلم میں اذان کی

اے کردگار، جہل سے اپنے ہوں منفعل
ہوں جستجوئے علم کی کاوش میں مستقل
ہے کم سوادیوں سے خود آگاہ میرا دل
اہلِ ادب کے سامنے رہتا ہوں میں خجل
کیا جاؤں صاحبانِ قلم کے حضور میں
بھٹکا ہوا ہوں کوچۂ بین السطور میں

منطق سے آشنا ہوں نہ علمِ کلام سے
کہتا نہیں ہوں شعر کسی اہتمام سے
کرتا ہوں عام بات ہر اک خاص و عام سے
ہر دم شرابِ جہل چھلکتی ہے جام سے
موزونیت جو دی ہے تو حسنِ بیاں بھی دے
لکنت نہ جس میں آئے، مجھے وہ زباں بھی دے

www.emarsiya.com

ہے ادعائے فن نہ مجھے دعویٰ کمال
ایک ایک شعر پر غلطی کا ہے احتمال
ہے عشق سے وقوف نہ آگاہی جمال
زخموں کا رنج ہے نہ کوئی فکرِ اندمال
منزل حیات میں کوئی پیشِ نظر نہیں
کس سمت جا رہا ہوں مجھے کچھ خبر نہیں

تحریر کے لئے میں اٹھاتا ہوں جب قلم
پیشِ نگاہ ہوتی ہیں سو صورتیں بہم
منزل مری کدھر ہے اٹھاؤں کدھر قدم
سینے میں فرطِ یاس سے رکنے لگا ہے دم
تحریر میں نہ ربط نہ مقصد بیان میں
سو لغزشیں ملیں ہیں خود اپنی زبان میں

میں اور ماجرائے شہیدانِ کربلا
میں اور سیرگاہِ گلستانِ کربلا
میں اور بیانِ شامِ غریبانِ کربلا
کچھ مجھ زباں سے مدحتِ سلطانِ کربلا
لکھنی ہے تشنگی شہِ عالی صفات کی
ہو جنبشِ قلم میں روانی فرات کی

www.emarsiya.com

جو دل کی بات ہے نہیں ہوتی ہے وہ ادا
مفہوم ناتمام تو معدوم مدعا
نقصِ بیان پر ہیں پشیمانیاں بجا
ہر مصرع سو طرح سے لکھا اور مٹا دیا
طیبہ کی گفتگو میں بیانِ نجف تو ہو
جو بیت ہو وہ قابلِ بیت الشرف تو ہو

لکھنا ہے جلد جلد جو یہ ماجرائے غم
کیا کیجیے منہ سے خون اگلنے لگا قلم
بھٹکاتے دیتے ہیں مجھے منزل کے پیچ و خم
رکھیں مجھے معاف ادیبانِ ذی حشم
پہلا سا اب دماغ نہیں دل نہیں رہا
لرزش سے ہاتھ لکھنے کے قابل نہیں رہا

ایک ایک حرف ٹوکتا ہے برملا مجھے
ایک ایک لفظ کرتا ہے غم آشنا مجھے
اِک اِک کشش ہے جادۂ راہِ خطا مجھے
آنکھیں دکھا رہا ہے ہر اِک دائرہ مجھے
ترچھے لگے ہیں زخم جو قلبِ دو نیم پر
چلتا نہیں قلم بھی خطِ مستقیم پر

www.emarsiya.com

مقصود ہے جو مدحتِ شاہنشہِ اُمم
زمزم سے دھو کے آج اٹھاتا ہوں پھر قلم
یارب مرے بیاں میں نہ ہو کوئی پیچ و خم
سیدھا ہو راستہ مرا منبر سے تا حرم
جو لفظ بھی ملے وہ نگینہ ملے مجھے
توفیق مدحِ شاہِ مدینہ ملے مجھے

میں کون ہوں؟ ایک بندۂ عاصی خطا شعار
اعمالِ بد سے تا دمِ تحریر شرمسار
عصیاں ہیں بے حساب، خطائیں ہیں بیشمار
کیسے ملے گا محفلِ مدحت میں مجھ کو بار
اِک بار پھر شباب کی تجدید چاہیئے
پیری کا دَور ہے تری تائید چاہیئے

آواز میں گرج ہے نہ لہجے میں زیر و بم
الفاظ میں اثر ہے نہ قابو میں ہے قلم
چہرے پہ رنگ و روپ نہ آنکھوں میں اپنی دَم
دنداں دہن سے ہو گئے رُخصت کھلا بھرم
کیا ہو گیا شباب کے عالم سے چھوٹ کے
اب منہ سے بات نکلتی ہے ٹوٹ کے

www.emarsiya.com

تخیُّل میں بہاؤ نہ جذبات میں ہے رَو
شمعِ خیال ماند پڑی ہے کہاں کی ضَو
اِک شعلۂ نحیف ہے اور آندھیاں ہیں سو
ہر دم چراغِ زیست کی کم ہو رہی ہے لو
مہلت نہ دن کی ہے نہ اب اُمید رات کی
بجھنے ہی کے قریب ہے مشعل حیات کی

لاؤں کہاں سے وہ جو روانی قلم کی تھی
کیا دھوم اک زمانے میں حسنِ رقم کی تھی
نفع و زیاں کا غم نہ خبر بیش و کم کی تھی
خیرات سب وہ اپنی جوانی کے دم کی تھی
پھر دل یہ سوچتا ہوں کہ اللہ! کیا لکھوں
نوحہ لکھوں شباب کا یا مرثیہ لکھوں

پیری میں یاد آتی ہے رنگینیٔ شباب
باتوں میں ایک نشّہ تھا آنکھوں میں تھی شراب
رُخسارِ پُربہار تھے کِھلتے ہوئے گلاب
شاداب تھی حیات جوانی تھی کامیاب
بٹھلا دیا تھا وقت نے اس شہ نشین پر
اِک پاؤں آسماں پہ تھا اِک زمین پر

www.emarsiya.com

صحرا تھے گردِ راہ تو دریا تھے آب جو
بجلی کی طرح دوڑتا تھا جسم میں لہو
ہنگامہ نشاط و بہاراں و رنگ و بو
نغمے، ہجومِ کیف، رفیقانِ ہا و ہو
اشعار لب پہ کیسی روانی کے ساتھ تھے
کیا غلغلے بہارِ جوانی کے ساتھ تھے

وہ عمر، عرفِ عام میں کہیے جسے شباب
افسانۂ حیات کا تھا اِک حسین باب
اِک اِک نفس میں نغمہ، ہو جس طرح سے رباب
شورش میں موجِ بحر، نزاکت میں جوں حباب
ایک ایک سانس موجۂ سیلاب رنگ تھی
اعصاب میں صلابتِ فولاد و سنگ تھی

اللہ! وہ شباب کا عالم کدھر گیا
شیرازۂ تخیلِ رنگیں بکھر گیا
مجھ کو خمارِ ضعف دیا اور گزر گیا
تھا دو گھڑی کا نشہ، چڑھا اور اُتر گیا
لے کر متاعِ عیش کو عمرِ رواں گئی
اب ڈھونڈتے رہو کہ جوانی کہاں گئی

www.emarsiya.com

عمرِ بشر میں کیا ہے مشیت کا انتظام
طفلی میں بے بسی تو لڑکپن میں دھوم دھام
پھر عالمِ شباب میں رنگینیاں تمام
پیری میں پھر اجل کی تمنائیں صبح و شام
انساں کی حیات کے بھی طرفہ طور ہیں
کل اور تھے مزاج مگر آج اور ہیں

رنگِ شباب ہوتا ہے سو طرح جلوہ گر
پڑتی ہے راستوں پہ اچٹتی ہوئی نظر
رہتی نہیں ہے کچھ بھی بد و نیک کی خبر
ہوتا ہے دِل پہ خون کی گرمی کا وہ اثر
حدّت شباب کی جو گزرتی ہے ظرف سے
انساں کو ہاتھ سینکنے پڑتے ہیں برف سے

عقل و خرد کی بات بہت بے مزا لگے
ٹوکے اگر خطا پہ کوئی تو بُرا لگے
دِل کو اگر مرض ہو تو عینِ شفا لگے
بادِ سموم بھی ہو تو بادِ صبا لگے
گُل ہی نہیں چڑھیں نگہِ انتخاب میں
کانٹے بھی خوشنما نظر آئیں شباب میں

www.emarsiya.com

طاقت کا زعم اور تب و تاب کا غرور
کچھ فکر حال کی ہو نہ آئندہ کا شعور
مدہوشیاں، ترنگ، ترنم، خوشی، سرور
رہتی ہے عقل عہدِ جوانی میں دور دور
غمہائے روزگار کو گردانتے نہیں
کیا دور آنے والا ہے یہ جانتے نہیں

شوخی میں لطف اور شرارت میں انبساط
نیکی کی فکر اور نہ برائی کی احتیاط
ہم مشربوں سے دوستی و انس و ارتباط
عقبیٰ کا غم نہ تھا، غمِ دنیا کی کیا بساط
دل حدِّ فہم و ہوش سے آگے بڑھا رہے
بے جام و بادہ کیفِ جوانی چڑھا رہے

دوزخ کا خوف دل میں نہ جنّت کی آرزو
عصیاں سے احتراز نہ نیکی کی جستجو
رنگوں کی اِک دھنک سی نمودار چار سو
ٹھنڈک دل و نظر کی حسینانِ شعلہ رو
آمادہ ہر نگاہ حسینوں کی لاگ پہ
جنّت کا احتمال کلیجے کی آگ پہ

www.emarsiya.com

کیا کیا کروں شباب کی رنگینیاں بیاں
قدموں میں کہکشاں تھی تو رگ رگ میں بجلیاں
پیری کا احتمال نہ اندیشۂ خزاں
دل کو یہ اعتبار رہیں گے یونہی جواں

دریائے خوں کی تن سے روانی نہ جائے گی
جیسے تمام عمر جوانی نہ جائے گی

چھیڑا کبھی کسی کو، کسی کو رُلا دیا
چاہا جسے اسی کو تماشا بنا دیا
تفریقِ خیر و شر کو سراسر مٹا دیا
جو ہاتھ آ گیا وہ خزانہ لُٹا دیا

بازی گہِ حیات ہو جب سیر کے لئے
فرصت کسے حسابِ شر و خیر کے لئے

یہ عُمر اور اس کی مسلسل لطافتیں
وقتی عداوتیں تو بناوٹ کی اُلفتیں
کیسا نیاز و عجز، کہاں کی عبادتیں
پیشِ نگاہ فتنۂ قدوں کی قیامتیں

اپنی اسی زمین پہ جنّت نگاہ میں
رندی میں لطفِ زیست تو لذّت گناہ میں

www.emarsiya.com

انسان کی یہ عمر بھی اِک امتحان ہے
جس کا مآل حشر ہے وہ داستان ہے
ظاہر میں عیش گاہ یہ سارا جہان ہے
آوے نہ کیوں پسند کہ ٹھنڈا مکان ہے (غالب)
سامان ہر طرف ہے لگاوٹ کا لاگ کا
ایسے میں کون غم کرے دوزخ کی آگ کا

ہاں یہ عمومیت ہے شباب عوام کی
تمیز جس میں ہو نہ حلال و حرام کی
تخصیص ہے مگر یہ خدائی نظام کی
بے داغ ہو حیات رسولؐ و امامؑ کی
تقدیسِ کبریا کی گواہی کہیں جسے
آئینۂ جمالِ الٰہی کہیں جسے

آیا زمینِ مکّہ پہ وہ آخری نبیؐ
تھا جو ازل سے حاملِ منشائے ایزدی
دُرِ یتیم، گوہرِ گنجینۂ خفی
نوعِ بشر کے واسطے ظلمت میں روشنی
ایسا رسول طاہر و اطہر کہیں جسے
پاکیزگی کا مہرِ منوّر کہیں جسے

www.emarsiya.com

صادق، امین، صاحبِ اخلاق با صفا
مقصودِ کردگار، مشیت کا مدّعا
تاجر، سپاہی، مصلحِ انسان و حق نما
جس کا شباب گلشنِ فردوس کی فضا
پیشِ نگاہ اس کے خدائی اصول تھے
کانٹے بھی اس کی راہ میں جنت کے پھول تھے

چالیس سال تک وہ ضیا بار زندگی
حق کی تجلیوں سے پُر انوار زندگی
آلائشِ حیات سے بیزار زندگی
وہ طاہر و مطہر و خود دار زندگی
ذہنی بلند و پست کو ہموار کر دیا
غارِ حرا کو مطلعِ انوار کر دیا

عادل بھی، معتدل بھی شرافت کی جان بھی
سطحِ زمیں پہ رو کشِ ہفت آسمان بھی
وہ امن کا نقیب، سراپا امان بھی
شاہنشہِ حیات بھی اور کم زبان بھی
صحرائے مکہ ایک ورق علم ذات کا
اُمّی لقب، علیم دلِ کائنات کا

www.emarsiya.com

ہادی، نذیر اور مبشّر اُسی کی ذات
آلودگیِ دہر میں طاہر اُسی کی ذات
آیاتِ بندگی کی مفسّر اُسی کی ذات
انساں پناہ اوّل و آخر اُسی کی ذات

اسرارِ کائنات کا محرم وہی تو ہے
تخلیق اوّلینِ دو عالم وہی تو ہے

آئینۂ جمالِ خدا وہ رُخِ حسیں
تاباں تجلیاتِ الٰہی سے وہ جبیں
انگشتریٔ خلق کا وہ بے بدل نگیں
اس کے لئے خدائی کی سب نعمتیں بنیں

جلوہ نما ہوا وہی آدم کی روح میں
کشتی کا ناخدا بنا طوفانِ نوحؑ میں

جس کی دعا خلیلؑ نے مانگی وہی رسول
بالائے طور جس کی تجلّی وہی رسول
عیسیٰ نے جس کی دی ہے گواہی وہی رسول
حق کی بہار، جس کی جوانی وہی رسول

گونجی فضائے دہر درود و سلام سے
ہے دین کا شباب محمدؐ کے نام سے

www.emarsiya.com

ایک ایک حرف اسمِ گرامی کا منتخب
ہے میم سے مشیّتِ حق کا ظہور سب
حا سے حبیبِ خاصِ خدا کا مِلا لقب
پھر میم ہے معارفِ اسرار کا سبب
دیوانگیِ کفر ملی جس سے خاک میں
دینِ مبیں کی دال ہے وہ اسمِ پاک میں

بعثت سے قبل دورِ جوانی کی آن بان
دامانِ زندگی پہ نہیں نقص کا نشان
ظاہر نفس نفس سے تھی ہر دم خدا کی شان
اپنوں کا خیر خواہ تو غیروں پہ مہربان
تنہا تھے یہ رفیقِ جوانی کوئی نہ تھا
یکتائیِ شباب کا ثانی کوئی نہ تھا

غارِ حرا میں محوِ تفکّر ادھر رسول
اور اس طرف کھلا ابوطالب کے دل کا پھول
قلبِ محمدیؐ کی تمنّا ہوئی قبول
کعبے میں پہلی آیتِ حق کا ہوا نزول
کعبے کے پتھروں کو صبا چومنے لگی
پیدا ہوئے علی تو فضا جھومنے لگی

www.emarsiya.com

آغوشِ مصطفےٰ میں جو آیا وہ نونہال
مہرِ منیرِ دین کے سائے میں تھا ہلال
تکمیلِ نور ہو گئی اتنا بڑھا جمال
باقی تھے تربیت میں ابھی اور چند سال
آنے لگیں قریب حدیں جب شعور کی
جبریل آتے لے کے بشارت ظہور کی

خلعت پیمبری کا محمدؐ کو مل گیا
جو غنچہ شاخِ گل پہ نہاں تھا وہ کھل گیا
سازِ شگفتگی سے دلِ کفر ہل گیا
تہذیب مسکرائی، غمِ مستقل گیا
مڑ کر خرد کے رُخ پہ کہانی پھر آ گئی
ایمان و آگہی پہ جوانی پھر آ گئی

پہلے رفیقِ زیست نے ایماں کیا قبول
پھر منصبِ عظیم علی کو ہوا حصول
ہوتا رہا جو وحیِ خداوند کا نزول
کھلتے چلے گئے چمنستانِ دیں کے پھول
آتا گیا شباب محمدؐ کے دین پر
بنتا رہا ستاروں کا جھرمٹ زمین پر

www.emarsiya.com

اِک اِک ستارہ رو کشِ مہتاب و آفتاب
ایک ایک قلب صدق و محبت کا ایک باب
ایک ایک دِل نگاہِ رسالت کا انتخاب
اِک اِک نظر خلوص و عمل کی کھلی کتاب
ایک ایک دِل میں عشق رسالت مآب کا
ایک ایک لمحہ دینِ خدا کے شباب کا

صدیوں کے جو غلام تھے آزاد ہو گئے
صحرا نشیں علوم کے استاد ہو گئے
انسانیت کے سارے سبق یاد ہو گئے
حکمت کے جو کھنڈر تھے وُہ آباد ہو گئے
ریگ رواں کے ساتھ روانی تھی علم کی
اسلام کا شباب جوانی تھی علم کی

پیرانِ کفر اس کی جوانی سے بیقرار
ظلمت زمین ڈھونڈھ رہی تھی پئے مزار
جب کوئی جبر و جور نہ آیا بروئے کار
ٹھنڈے بتوں کو خوف سے چڑھنے لگا بخار
اصنامِ کعبہ لرزہ براندام ہو گئے
لبِ مصطفٰے کے مہبطِ الہام ہو گئے

www.emarsiya.com

سائے میں مصطفےٰ کے ہوئے مرتضیٰ جواں
مسرور تھا خود اپنی ریاضت پہ باغباں
گرنے لگیں جو کفر کے خرمن پہ بجلیاں
اعدائے دینِ حق کے دلوں سے اٹھا دھواں

ایسا دھواں کہ کعبہ سیہ پوش ہو گیا
مکّے کا ذرّہ ذرّہ ستم کوش ہو گیا

بھرپور جب شباب پہ آیا ستم کا دور
باقی کوئی بھی امن و اماں کا رہا نہ طور
ترکِ وطن کا مسئلہ آیا جو زیرِ غور
اس کے علاوہ راستہ کوئی نہیں تھا اور

اعزاز یہ دیا شبِ ہجرت رسول نے
سونپی علی کو اپنی نیابت رسول نے

وہ نائبِ رسول وہ تیغ و تبر کی رات
وہ نفسِ مطمئن وہ سکوں حاصلِ حیات
وہ بسترِ رسول، وہ گہوارۂ نجات
وہ نیند، جس کو دیکھ کے خاموش کائنات

کیا اہتمام خواب گہِ مرتضیٰ کا تھا
بستر جو تھا رسول کا تکیہ خدا کا تھا

www.emarsiya.com

ناکام سازشوں نے اٹھائی جو زک پہ زک
تھی فکرِ انتقام مدینے سے شام تک
ضربت علیؑ پہ مسجدِ کوفہ میں بے جھجک
تھرا گئی زمین لرزنے لگا فلک

تازہ دلوں پہ گھاؤ تھے بدر و حنین کے
دشمن نبیؐ کے، ہو گئے دشمن حسینؑ کے

وہ فاطمہؑ کی گود کا پالا ہوا حسینؑ
کردارِ مرتضیٰ سے سنبھالا ہوا حسینؑ
حق کی تجلیوں سے اجالا ہوا حسینؑ
قرآں کے لباس میں ڈھالا ہوا حسینؑ

ایمان یہ ہے، حاصلِ ایماں حسینؑ تھے
دنیا میں بولتا ہوا قرآں حسینؑ تھے

نانا کا حلم، باپ کی قوت، حسن کی خو
جو مصطفیٰ کا خون، رگوں میں وہی لہو
خود دار، خود شناس، حق آگاہ، صلح جو
ایمان کا شباب مسلماں کی آبرو

سبطِ محمد عربی، ذی شرف حسینؑ
سلطانِ دین و ابن امیر نجف حسینؑ

www.emarsiya.com

ہونے لگی جو ظلم کی یلغار دین پر
شیطانیت کی فوج اُتر آئی زمین پر
پڑتی تھی گرد مصحفِ دینِ مبین پر
لہرائے شک و وہم کے سائے یقین پر
جب اہلِ ظلم، ظلم پہ مغرور ہو گئے
شبیرؑ بھی دفاع پہ مجبور ہو گئے

چھوڑا مدینہ، جانبِ کرب و بلا چلے
ہمراہ لے کے قافلۂ اقربا چلے
انصارِ سرفروش بہ عزمِ دغا چلے
ایسے چلے بہشت کی جیسے ہوا چلے
ناقوں پہ مخدراتِ حرم کو لئے ہوئے
عباسِ نامدار علم کو لئے ہوئے

بخشا تھا جو نبیؐ نے علیؑ کو، وہی علَم
اللہ رے علَم کی بلندی زہے حشم
ایسا علَم کہ پشتِ فلک سامنے تھی خم
نصرت نے لیں بلائیں پھریرے کی دم بدم
شقّے سے سر بلندیِ دیں آشکار تھی
پرچم پہ زلفِ حورِ بہشتی نثار تھی

www.emarsiya.com

کیا کہنے اس عَلَم کا علوٗ، عظمت و کمال
اُونچا ہو اس سے طائرِ طوبیٰ یہ کیا مجال
ظاہر تھی اس سے شانِ خداوندِ ذوالجلال
اس کو اُٹھا کے چلتا تھا شیرِ خدا کا لال
اس سے عیاں مشیّتِ ربِّ عظیم تھی
چوبِ علم نہیں تھی عصائے کلیم تھی

پنجے میں اس کے پنجتنی نورُ جلوہ گر
وہ آب و تاب تھی کہ ٹھہرتی نہ تھی نظر
حیران ہو کے دیکھتے تھے اس کو دیدہ ور
محجوب آفتاب تھا شرمندہ تھا قمر
اہلِ زمیں نہیں، نگراں آسمان ہے
کیسے نہ ہو حسین حسینی نشان ہے

رفعت ہے زورِ بازوئے عباس کی گواہ
خیرہ شروں کی اس پہ پہنچتی نہیں نگاہ
فطرت ہے جن کی پست وہ ہیں دیکھ کر تباہ
سائے میں اس کے چلتی ہے اسلام کی سپاہ
یہ زندگی ہے دین کی، ایمان کی جان ہے
اسلام کے عروج کا زندہ نشان ہے

www.emarsiya.com

تھے سربکف حسین کے انصار و اقربا
مسلم کے بھائی، زینبِ غمگین کے مہ لقا
ہمراہ تھے برادرِ عباسؑ با وفا
تیور کچھ ایسے، روحِ اجل کی بھی ہو فنا
قاسم بھی تھے حسن کی نشانی بھی ساتھ تھی
اکبر کی شاندار جوانی بھی ساتھ تھی

وہ منزلیں کہ جن سے گزرتا تھا کارواں
فیضِ قدم سے بنتی گئیں رشکِ کہکشاں
جھک جھک کے دیکھتا تھا زمیں کو خود آسماں
ایسی بہار گلشنِ فردوس میں کہاں
انداز قدسیانِ فلک کے جلوس کا
یہ قافلہ تھا صرف بہتّر نفوس کا

سب کی رگوں میں جوش سے تپتا ہوا لہو
ارمان یہ کہ پیشِ خدا جائیں سرخرو
پوری ہو نصرتِ شہِ والا کی آرزو
پڑھ لیں نماز، خون سے کر لیں ذرا وضو
اس بندگی کی داد ذرا آسمان دے
پیری پڑھے نماز، جوانی اذان دے

www.emarsiya.com

طالع ہوا اُفق پہ محرم کا جب ہلال
تھا پاس کربلا کے رسولِ خدا کا لال
دِل میں جو تھا جدائی صغریٰ کا بھی ملال
چہرہ تھا پُرسکون مگر قلب پُرجلال
تصویرِ ضبط دشت میں وہ شیر مرد تھا
دِل میں مزارِ جد سے بچھڑنے کا درد تھا

آئے جو کربلا میں امام فلک مقام
دیکھا کہ چار سمت ہے فوجوں کا اژدہام
صبحِ حرم کو گھیرنے آیا ہے ابرِ شام
خواہش کہ خوں میں غرق ہو دیں کا نام تمام
کینہ قلوب میں جو تھا بدر و حنین کا
بیعت بہانہ بن گئی قتلِ حسین کا

قرآن و شرعِ دیں کا نگہدار وہ حسین
ارضِ حرم کا مالک و مختار وہ حسین
توحید کا مجسمِ اظہار وہ حسین
حق کی چٹان، دین کی دیوار وہ حسین
ٹکرا کے جس سے ظلم کی موجیں بکھر گئیں
جو ندیاں ہوس کی چڑھی تھیں اتر گئیں

www.emarsiya.com

ہاتھوں میں فاطمہؑ کے کھلایا ہوا حسینؑ
آغوشِ حیدری میں سمایا ہوا حسینؑ
اوجِ سپہرِ دین پہ چھایا ہوا حسین
خوشبوئے مصطفےٰ میں بسایا ہوا حسین

اپنی جبیں پہ تاجِ امامت لئے ہوئے
سانسوں میں باغِ خُلد کی نکہت لئے ہوئے

جس میں تمام حق کے کمالات وہ حسین
بدلی ہے جس نے موجِ خیالات وہ حسین
جس نے پلٹ دیا رخِ حالات وہ حسین
ممکن بنائے جس نے محالات وہ حسین

دنیا کو جس کے عزم نے مبہوت کر دیا
تختِ شہی کو تختۂ تابوت کر دیا

توڑی ہے جس نے جبر کی زنجیر وہ حسین
جس نے مٹائی ظلم کی تصویر وہ حسین
قائم ہے جس سے کعبے کی تعمیر وہ حسین
جس نے کیا ہے موت کو تسخیر وہ حسین

جس کی صفات آئیں خدا کی کتاب میں
ٹھکرا دیا تھا دہر کو جس نے شباب میں

www.emarsiya.com

نرغے میں آگیا تھا جوابِ دینِ مصطفےٰ
بدلا تھا جبرِ وقت سے آئینِ مصطفےٰ
تبدیل ہو رہے تھے فرامینِ مصطفےٰ
ہونے لگی تھی کھل کے جو توہینِ مصطفےٰ

بہرِ دفاعِ دین بھلا اور کون تھا
سبطِ رسولِ حق کے سوا اور کون تھا

میدانِ کربلا میں جو پہنچا نبیؐ کا پھول
فردوس میں علی سے یہ فرماتی تھیں بتول
مانی تھی زندگی میں جو منّت ہوتی قبول
قرآنِ دیں کی آخری آیت کا ہے نزول

بھٹکے گی اس کے بعد نہ امّت رسول کی
تکمیل پا رہی ہے رسالت رسول کی

عاشور کی سحر سے تھا آغازِ کارزار
کالی گھٹا سے تیر برستے تھے بے شمار
کھیلے خود اپنی جان سے انصارِ جاں نثار
لاکھوں کی فوج اور یہ گنتی کے دیندار

ایسا لڑے کہ فوج کی جی چھوٹنے لگے
ذہنوں میں جو ہوس کے تھے بت ٹوٹنے لگے

www.emarsiya.com

انصارِ باصفا جو لڑائی میں مر گئے
آئینۂ وِلا کی صفائی میں مر گئے
ابنِ حسن بھی چہرہ نمائی میں مر گئے
عباسِ نامدار ترائی میں مر گئے

آنے دیا نہ حرف صداقت کے نام پر
زینب کے لاڈلے ہوئے صدقے امام پر

زین العباد تپ میں گرفتار رہ گئے
تاب و تواں نہیں تھی تو ناچار رہ گئے
اصغر ہمک کے جھولے میں ہر بار رہ گئے
سرور کے ساتھ اکبرِ خود دار رہ گئے

تھا بھوک کا خیال نہ پانی کا ہوش تھا
نامِ خدا رگوں میں جوانی کا جوش تھا

وہ تین دن کی پیاس وہ بھرا ہوا شباب
وہ ہاشمی جلال، وہ گرمی، وہ التہاب
شرما رہا تھا خود رخِ روشن سے آفتاب
تھی مست انکھڑیوں میں ڈھلی کوثری شراب

پیشانیٔ حسین پہ کچھ بل پڑے ہوئے
آئینے پر عرق کے نگینے جڑے ہوئے

www.emarsiya.com

گیسوئے رُخِ حسیں پہ پریشاں اِدھر اُدھر
واللیل کے ہجوم میں والشمس والقمر
دو ابرو، دو ہلال تھے پیوستہ ہم دگر
مژگاں کی فوج چشمۂ آبِ حیات پر

ٹھہرے نظر نہ جلوۂ رخسارِ پاک پر
یوسف پڑھیں درود رُخِ تابناک پر

تھے دو کنارے ساغرِ یاقوت کے دو لب
رنگینی جن کی دیکھ کے جھومے مئے عنب
شق تھے گلوں کے سینے اسی رشک کے سبب
کھُلتے تھے یہ تو کھلتا تھا گلخانۂ ادب

سنتے تھے ان کی لحن کو داؤدؑ جھوم کے
تکبیر بھی نکلتی تھی ہونٹوں کو چوم کے

آنکھوں کے اِردگرد ہیں مژگاں جو صف بہ صف
وہ تیر ہیں کہ جن سے ہو باطل کا دل ہدف
ہے کیا مجال کوئی نظر ڈالے اس طرف
منصبِ نگاہ بانیٔ میخانۂ نجف

یہ پاسبانِ بزمِ جنابِ امیر ہیں
ابرو کھنچے کمان ہیں یہ ان کے تیر ہیں

www.emarsiya.com

چڑھتے ہوئے شباب کی اللہ ری آب و تاب
روئے حسیں پہ کھلتا ہوا تختۂ گلاب
بھیگی ہوئی مسوں سے بڑھی حسن کی وہ آب
شاداب دیکھ کر ہوں غلامانِ بوتراب
باقی ہے ان کے دم سے نشانی رسولؐ کی
پھرنے لگے نظر میں جوانی رسولؐ کی

زینب کے دِل کا چاند تو بانو کے دِل کا چین
عین الیقیں ہے سبطِ پیمبر کا نورِ عین
جب تک یہ سامنے ہیں قوی ہے دلِ حسین
جب دیکھتے ہیں ان کو شہنشاہِ مشرقین
کہتے ہیں یہ بھی جائیں گے اب قتل گاہ میں
کیا سخت مرحلے ہیں شہادت کی راہ میں

یہ سوچ ہی رہے تھے امام فلک حشم
اکبر نے آکے چوم لئے دفعتاً قدم
تشنگی سے خشک تو آنکھوں میں اشک غم
لب تھرتھرا گئے سرِ تسلیم کر کے خم
دل کے قریں شبیہ پیمبر کو لے لیا
آغوش میں حسین نے اکبر کو لے لیا

www.emarsiya.com

آغوش میں پدر کے جو آیا وہ خوش خصال
شانے پہ سر کو رکھ کے کیا ایسے عرض حال
اے بابا جان، رد نہ ہو یہ آخری سوال
اس دہر بے ثبات میں ہے زیست پُر ملال
تھے دوستی کے جن سے مراسم، نہیں رہے
جینے میں کیا مزا ہے کہ قاسم نہیں رہے

جو ہم سے سن میں کم تھے وہ سب ہو چکے شہید
کرتے ہیں وہ بہشت میں اب مصطفےٰ کی دید
اپنے لئے یہ زیست ہے اِک صدمۂ شدید
اے بابا جان، صبر کی طاقت نہیں مزید
ایسا نہ ہو حضور کہ باتوں میں ٹال دیں
بابا ہمیں خوشی سے رضا سے جدا ل دیں

یہ سُن کے دیکھنے لگے سوئے فلک حسین
آنکھوں میں تھا اندھیرا بچھڑتا تھا نورِ عین
اِک مرحلہ تھا فرض و محبت کے بین بین
صبر و رضا اِدھر تو اُدھر بیبیوں کے بین
چر کے جو لگ چکے تھے دِل چاک چاک پر
زینب پچھاڑیں کھا کے تڑپتی تھیں خاک پر

www.emarsiya.com

اکبر کو لے کے داخلِ خیمہ ہوتے امام
سوکھے ہوئے لبوں نے حرم سے کیا کلام
جائے گا قتل گاہ کو اپنا مہ تمام
جو انتہا ہے صبر کی آیا ہے وہ مقام
فقرہ خلافِ ضبط زباں سے نکل نہ جائے
اسلام کا شباب ضعیفی میں ڈھل نہ جائے

حکمِ امام سنتے ہی سب بین تھم گئے
آنکھوں میں تھے جو اشک وہ پلکوں پہ جم گئے
گوشوں میں اپنے اپنے سب اہلِ حرم گئے
زینب کی سمت شاہ اٹھا کر قدم گئے
تعظیم دی بہن نے بھی اٹھ کر امام کو
اکبر بھی بڑھ کے آئے پھوپھی کے سلام کو

شبیر نے یہ زینب محزوں سے پھر کہا
بیشک تمہارا پالا ہوا ہے یہ مہ لقا
اس کو خدا کی راہ میں کرتے ہیں ہم فدا
گیسو تمہیں سنوار دو اس کے بہن ذرا
ثابت قدم رہو یہ بڑا امتحان ہے
نامِ خدا تمہارا بھتیجا جوان ہے

www.emarsiya.com

آغوش میں پدر کے جو آیا وہ خوش خصال
شانے پہ سر کو رکھ کے کیا ایسے عرضِ حال
اے بابا جان، رَد نہ ہو یہ آخری سوال
اس دہرِ بے ثبات میں ہے زیست پُر ملال
تھے دوستی کے جن سے مراسم نہیں رہے
جینے میں کیا مزا ہے کہ قاسم نہیں رہے

جو ہم سے سن میں کم تھے وہ سب ہو چکے شہید
کرتے ہیں وہ بہشت میں اب مصطفٰی کی دید
اپنے لئے یہ زیست ہے، اِک صدمۂ شدید
اے بابا جان، صبر کی طاقت نہیں مزید
ایسا نہ ہو حضور کہ باتوں میں ٹال دیں
بابا ہمیں خوشی سے رضا تے جدال دیں

یہ سن کے دیکھنے لگے سوئے فلک حسین
آنکھوں میں تھا اندھیرا بچھڑتا تھا نورِ عین
اِک مرحلہ تھا فرض و محبت کے بین بین
صبر و رضا اِدھر تو اُدھر بیبیوں کے بین
جرکے جو لگ چکے تھے دِل چاک چاک پہ
زینب پچھاڑیں کھا کے تڑپتی تھیں خاک پہ

www.emarsiya.com

اکبر کو لے کے داخلِ خیمہ ہوتے امام
سوکھے ہوئے لبوں نے حرم سے کیا کلام
جائے گا قتل گاہ کو اپنا مہ تمام
جو انتہا ہے صبر کی آیا ہے وہ مقام
فقرہ خلافِ ضبط زباں سے نکل نہ جائے
اسلام کا شباب ضعیفی میں ڈھل نہ جائے

حکمِ امام سنتے ہی سب بین تھم گئے
آنکھوں میں تھے جو اشک وہ پلکوں پہ جم گئے
گوشوں میں اپنے اپنے سب اہلِ حرم گئے
زینب کی سمت شاہ اٹھا کر قدم گئے
تعظیم دی بہن نے بھی اٹھ کر امام کو
اکبر بھی بڑھ کے آئے پھوپھی کے سلام کو

شبیر نے یہ زینب محزوں سے پھر کہا
بیشک تمہارا پالا ہوا ہے یہ مہ لقا
اس کو خدا کی راہ میں کرتے ہیں ہم فدا
گیسو تمہیں سنوار دو اس کے بہن ذرا
ثابت قدم رہو یہ بڑا امتحان ہے
نامِ خدا تمہارا بھتیجا جوان ہے

www.emarsiya.com

زینب نے دل پکڑ کے کہا، وامصیبتا
زخموں سے چور چور ہے دل ماں کا بھرا
بھیّا تمہارے حکم کو ٹالا نہ جائے گا
اس کو قریب لاؤ، بلائیں تو لوں ذرا
یہ بھی جناں کو جائے گا اب قتل گاہ سے
چھپ جائے گی شبیہ پیمبر نگاہ سے

بولیں سجا کے جسم پہ سارے سلاحِ جنگ
لڑنا کچھ اس طرح کہ ستم کیش بھی ہوں دنگ
میں جانتی ہوں دل میں تمہارے جو ہے اُمنگ
اب عرصۂ جدال کرو شامیوں پہ تنگ
نازاں ہے اس شباب پہ کنبہ رسولؐ کا
تم آخری سہارا ہو ابنِ بتول کا

سر پر رکھا عمامۂ شاہنشہ انام
باندھی کمر میں پھر اسد اللہ کی حُسام
خاموش دیکھتے رہے کونین کے امام
حاضر تھا بابِ خیمہ پہ رہوارِ خوش خرام
کر کے سلام خیمے سے اکبر نکل گئے
با وصفِ ضبط شاہ کے آنسو مچل گئے

www.emarsiya.com

رہوار پر سوار ہوئے اکبرِ جواں
نازاں ہوا فرس تو کھڑی کیں کنوتیاں
صیحہ کیا تو گونج گیا دشتِ بیکراں
ٹاپیں زمیں پہ ماریں لرز اٹھا آسماں
نظریں ملائکہ کی تھیں سازو یراق پر
گویا نبیؐ سوار ہوئے ہوں بُراق پر

اکبرِ کا وہ جمال، سواری کی آن بان
پشتِ فرس سے پست نظر آیا آسمان
دیکھے کوئی تو حیدرِ صفدر کا ہو گمان
خود بھی جوان ولولۂ جنگ بھی جوان
قبضے پہ ایک ہاتھ تھا اور ایک باگ پر
مرکب بھی منہ سے جھاگ اڑاتا تھا جھاگ پر

جھپٹا جو فوجِ شام پہ وہ نونہالِ دیں
میدانِ کارزار کی ہلنے لگی زمیں
گھر گھر کے جو اٹھی تھیں گھٹائیں وہ چھٹ گئیں
مرکز کہیں، سپاہ کہیں، اسلحہ کہیں
وہ حال تھا کسی کو کسی کا نہ ہوش تھا
سر بھی سُبک سروں کے لئے بارِ دوش تھا

www.emarsiya.com

صف بستہ تھے جو فوجی رسالے بکھر گئے
دریا چڑھے تھے ظلم کے جتنے اتر گئے
میداں میں چھوڑ چھوڑ کے تیغ و سپر گئے
جو بچ گئے وہ سمجھے کہ بے موت مر گئے

سیفِ علی ہے، کیسی روانی کا ہاتھ ہے
روکے گا کون اس کو، جوانی کا ہاتھ ہے

سیفِ علی، دعائے نبیؐ میں ڈھلی ہوئی
اعدائے دینِ حق کے لہو پر پلی ہوئی
صیقل سے اور آئینہ منجلی ہوئی
خیبر میں اور بدر و احد میں چلی ہوئی

جوہر جو ابھرے غرق جواہر میں ہو گئی
کچھ اور تیز قبضۂ اکبرؑ میں ہو گئی

ردّیں تنوں کے جسم اسے لقمہ ہائے نرم
یکساں ہیں اس کے واسطے سب استخوان و چرم
ہے سخت سرد معرکہ ہوتی نہیں ہے گرم
میداں میں خوش غلاف کو آتی نہیں ہے شرم

دوڑے ہوا کی طرح قطاروں کی بھیڑ میں
لہرائے بے حجاب ہزاروں کی بھیڑ میں

www.emarsiya.com

خود و زرہ کو کاٹ دے مثلِ خیارِ تر
اس کی برش پہ موت بھی کہتی ہے الحذر
نخلِ حیات اس نے کئے لاکھوں بے ثمر
پکّے پھلوں کی طرح گرائے تنوں سے سر

مامور باغبانی گلزارِ دین پر
لاشوں کے گُل کھلاتے ہیں اس نے زمین پر

میدانِ کارزار میں اکبر تھے محوِ جنگ
عباس کی لڑائی کے تھے سارے رنگ ڈھنگ
دریائے خوں میں تھا فرس صورتِ نہنگ
تھا عرصۂ حیات اُدھر بزدلوں پہ تنگ

کیا وار تھے نبیرۂ شیر الاہ کے
روباہ ڈھونڈتے تھے وسیلے پناہ کے

دیوارِ کوفہ تک ہوئی پسپا جو فوجِ شام
ٹھہرا فرس کو روک کے دم بھر مہِ تمام
تلوار اٹھا کے خیموں کی جانب کیا سلام
محوِ دُعا ادھر تھے امام فلک مقام

یہ باپ کی ضعیفی کا روشن چراغ تھا
بیٹے کی جنگ دیکھ کے دل باغ باغ تھا

www.emarsiya.com

زینب ادھر تھیں پردۂ خیمہ سے محوِ دید
اکبر کی جنگ دیکھ کے بڑھنے لگی امید
فرماتی تھیں کہ دیر نہیں فتح میں مزید
لو دیکھو بھاگنے لگے شیطان کے مرید
ہو مژدۂ ظفر پسرِ بوتراب کو
اللہ چشمِ بد سے بچائے شباب کو

دیکھو سکینہ بی بی، وہ اکبر ہیں نعرہ زن
دشمن فرار ہو گئے خالی پڑا ہے رَن
اب ظالموں کا نشۂ قوّت ہوا ہرن
سب کو بھگا کے آتا ہے اب میرا صف شکن
اللہ میرے یوسفِ ثانی کی خیر ہو
پیری کا آسرا ہے جوانی کی خیر ہو

آتے پلٹ کے رَن سے جو اکبر سوئے خیام
آغوش کر کے وا بڑھے کونین کے امام
اکبرؑ نے کی یہ عرض کہ ہوں سخت تشنہ کام
سوکھی ہوئی زبان سے ہوتا نہیں کلام
اس تشنگی سے مجھ کو اماں دیجئے ذرا
بابا مرے دہن میں زباں دیجئے ذرا

www.emarsiya.com

اکبرؑ کے منہ میں شاہ نے جب ڈال دی زباں
بیٹے نے پیچھے ہٹ کے کہا اے شہ زماں
ہے آپ کی تو مجھ سے بھی کچھ خشک تر زباں
تشنہ لبی میں جائے گی شاید اب اپنی جاں
اب سامنا اجل کا کریں گے سکون سے
ہم تشنگی بجھائیں گے دشمن کے خون سے

یہ کہہ کے پھر پلٹ کے گئے سوئے کارزار
دیکھا مقابلہ پہ ہیں پھر جمع بدشعار
تیروں کی بارشیں ہوئیں پیاسے پہ بے شمار
چاروں طرف سے ہونے لگے سینکڑوں کے وار
دیکھا جو دشمنوں کو جوانی بپھر گئی
لشکر ہوا فرار جہاں تک نظر گئی

ابنِ نمیر لاشوں کے ڈھیروں میں تھا نہاں
دستِ شقی میں زہر کی ڈوبی ہوئی سناں
نکلا چھپا چھپا جو عقب سے وہ ناگہاں
برچھی کی زد پہ آ ہی گیا سینۂ جواں
نوکِ سناں گزر گئی سینے کو توڑ کر
بھاگا وہ نامراد، ہدف اپنا چھوڑ کر

www.emarsiya.com

اکبر گرے جو مرکبِ تازی سے خاک پر
خیموں کی سمت ڈال دی حسرت بھری نظر
دل نے کہا نہ ہو شہِ والا کو کچھ خبر
کیسے سہیں گے داغ مرا سیدالبشر
اللہ وقت ہے یہ بڑے امتحان کا
کیسے اٹھے گا پیری سے لاشہ جوان کا

اکبر کے زخمِ سینہ سے بہنے لگا لہو
ضعفِ بدن سے زرد ہوا اور ماہ رو
خیمے میں بیقرار ہوئے شاہِ نیک خو
دل نے کہا نکل گئی اکبر کی آرزو
افسانۂ شباب کا انجام آگیا
آخر مرا جوان پسر کام آگیا

دوڑے کلیجہ تھام کے مقتل کو شاہِ دیں
رکھتے قدم کہیں تھے تو پڑتا تھا وہ کہیں
آتے قریبِ لاشۂ اکبر جو دل حزیں
دیکھا کہ آس پاس کی گلرنگ ہے زمیں
زخمی بساطِ خاک پہ وہ گل عذار ہے
نوکِ سنانِ ظلم کلیجے کے پار ہے

www.emarsiya.com

باقی جو تھی ہنوز تنِ نیم جاں میں جاں
مقتل کی سرزمیں پہ رگڑتا تھا ایڑیاں
شبیر نے کلیجے سے جب کھینچ لی سناں
زخمِ جگر سے خون کا دریا ہوا رواں
آنکھیں کھلیں تو صورتِ شبیر دیکھ لی
دھندلی جو پڑ رہی تھی وہ تصویر دیکھ لی

بیٹے کے سر کو باپ نے زانو پہ رکھ لیا
فرمایا، جاؤ جانِ پدر سوئے مصطفیٰؐ
کہنا بصد ادب کہ شہنشاہ دوسرا
نانا کے دیں کا نام نواسے نے رکھ لیا
تکمیل کی حسین نے ہر امتحان کی
پیری نے خود اٹھائی تھی میت جوان کی

زینب کے دل کا حال بھی کہنا بصد ادب
مقتول سب کو دیکھ کے زندہ ہے جاں بلب
خیموں کی آگ دیکھنی باقی ہے اس کو اب
سجاد کی اسیری کا ہے مرحلہ غضب
چلنا جسے محال ہے دو چار گام تک
جانا ہے پیادہ پا اسے دربارِ شام تک

www.emarsiya.com

کہنا کہ تھوڑی دیر کا باقی ہے اور کام
کرنا ہے بیزبانیٔ اصغر کو بھی کلام
پھر سجدۂ اخیر کا ہونا ہے اہتمام
اور اس کے بعد عالمِ فانی کو ہے سلام
کہنا یہ بارگاہِ رسالت مآب میں
عباسؑ بھی فدا ہوئے عینِ شباب میں

بس اے صبا کہ اب نہ رہی طاقتِ رقم
خوں رو رہا ہے دامنِ قرطاس پر قلم
پیری میں یہ سخن کی جوانی نہیں ہے کم
ٹھوکر کہیں نہ کھائی یہ مولا کا ہے کرم
آنکھیں لہو سے تر ہوئیں ہر شیخ و شاب کی
اکبر کی موت، موت بھی عہدِ شباب کی